مولانا مفتی عبدالمتین *

اورنگزیب عالمگیر اور غیر مسلم مؤرخین کا متعصبانہ سلوک

اورنگ زیب عالمگیرؒ رزم و بزم دونوں میدانوں کے شہسوار تھے، شاہزادہ خرم (معروف بہ شاہجہاں) ۱۰۶۷ھ۔م۔۱۶۵۶ء۔ میں بیمار ہوا، تخت و تاج کا وارث اپنے بڑے بیٹے داراشکوہ کو بنانا چاہتا تھا، مگر زیادہ لائق اور نگ زیب ہی تھا، نیز داراشکوہ کی مذہبی حالت مشتبہ ہوگئی تھی، اس لیے اورنگ زیب بھی یہ نہ چاہتا تھا کہ وہ حکومت پر قابض ہو، اور ملک کی حالت مذہبی اعتبار سے ابتر ہو، لہذا اورنگ زیب نے حکومت اپنے قبضے میں کرلی، جس کی وجہ سے شاہ جہاں کی ناراضگی بڑھ گئی، اورنگ زیب نے مصلحتاً آگرہ کے قلعے میں شاہ جہاں کو نظر بند کردیا اور شاہ جہاں نے وہیں وفات پائی۔

اورنگ زیب شاہ جہاں کا تیسرا بیٹا تھا، داراشکوہ اور شجاع دونوں عمر میں اس سے بڑے تھے، لیکن قابلیت اور کیریکٹر کی پختگی میں وہ ان سے کہیں بڑھا ہوا تھا، وہ محنتی، دور اندیش اور منتظمانہ نقطۂ نظر سے بڑا قابل تھا، شاہ جہاں جب اپنے بیٹوں پر نظر ڈالتا تو اسے عالمگیر کے عزم و حزم اور اس کی دماغی قابلیت کا قائل ہونا پڑتا تھا۔

اورنگ زیبؒ کے کارنامے:

اورنگ زیب عالمگیرؒ تخت نشین ہونے کے بعد بھنگ وغیرہ کی کاشت کرنے کی ممانعت کردی، شراب نوشی ممنوع قرار دی، جوا بند کردیا، بدکاری کے خلاف پوری کوشش کی، بازاری عورتوں کو حکم دیا کہ یا تو وہ شادی کرلیں یا ملک چھوڑ دیں۔۱۹۶۴ء میں ''ستی'' کی ممانعت کردی، وغیرہ۔ پرہیز گاری اور سادگی کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے درشن کو موقوف کیا، اور موسیقی کا ماہر ہونے کے باوجود گانے والوں اور گانے والیوں کو دربار سے ہٹادیا، اس کی سالگرہ پر جو اسراف ہوتا تھا اسے ترک کردیا، فضول خرچیوں کی وجہ سے جو ٹیکس رعیت پر پڑتا تھا ہلکا کردیا۔ جہاں ایک طرف مسجدوں کو ہدایا اور زمینیں وقف کی جاگیریں عطا کی، وہیں دوسری طرف مندروں اور دیگر مذاہب کے معبدوں کے لیے بھی زمینیں دان کی، کئی ہندوؤں کو اپنی فوج میں بھرتی کیا، ان کو اعلیٰ عہدے اور مناصب عطا کیے، وغیرہ۔

---

* استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا

''فتاویٰ عالمگیری'' ایک عظیم کارنامہ:

من جملہ ان کارناموں کے ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ...... عالموں کی قدر کرتا، ملکی انتظام شرعی اصولوں پر قائم کیا، اور عدل وانصاف کا محکمہ علماء کے ہاتھوں میں سپرد کیا، اس وقت اسلامی قوانین کے متعلق کوئی مستند اور جامع کتاب نہ تھی، اس نے تمام ملک کے قابل علماء کو جمع کرکے ''فتاوی ہندیہ'' المعروف بہ ''فتاوی عالمگیری'' کے نام سے حنفی فقہ کی ضخیم کتاب مرتب کروائی، جواب تک بڑی اہم اور مستند سمجھی جاتی ہے اور عرب وعجم کے کتب خانوں اور دارالافتاؤں کی زینت بنی ہوئی ہے، اسی کے متعلق غیر مسلم دانشور ''سرجادوناتھ'' کہتے ہیں: ''آج ہمارے پاس ہندوستان میں مسلمانوں کے قانون کا سب سے بڑا خلاصہ ''فتاویٰ عالمگیری'' ہے''۔

وصیت ووفات:

اورنگ زیب عالمگیر خود بڑی سادہ لوح زندگی بسر کرتا تھا، بیت المال کے پیسوں کو ہاتھ نہ لگاتا، اپنی روزی ٹوپیاں بناکر اور قرآن شریف لکھ کر کماتا، مرتے وقت اس نے یہ وصیت کی تھی کہ چار روپے دو آنے جو میں نے ٹوپیاں بناکر کمائے ہیں میرے کفن پر خرچ ہوں، اور تین سو پانچ روپے جو میں نے قرآن شریف لکھ کر کمائے ہیں مساکین میں تقسیم کیے جائیں، حسب وصیت ان کی تدفین نہایت سادہ ہوئی اور ان کی قبر پر کوئی عالی شان عمارت/قبہ بھی نہیں ہے۔ ۲۱رفروری ۱۷۰۷ء کو بروز جمعہ ۹۰رسال کی عمر میں بمقام احمد نگر وفات پائی، اورنگ آباد سے بارہ کوس کے فاصلہ پر روضہ خلد آباد میں مدفون ہوئے۔ (نوراللہ مرقدہ وبرد مضجعہ۔ آمین)

(مقتبس از جامع ومدلل تاریخ ہند، مؤلفہ مفتی محمد ڈینڈ ردلوی)

ہندو مسلم تعصب کی راہ پر:

آزادی کے بعد ہندوؤں اور مسلموں کے مابین جو دوری اور بُعد پیدا ہوتا گیا، جو دراڑ ان کے درمیان قائم ہوئی، جو کہ انگریزوں کی کارستانیاں تھیں، اس زمانہ میں انگریز نے ایک چال یہ چلی تھی کہ کسی طرح ہندوؤں کے دلوں میں مسلمان اور مسلم بادشاہوں کے متعلق بدگمانیاں پیدا ہوجائیں، چناں چہ انہوں نے مسلم بادشاہوں کی تاریخ سے ایسے چیدہ چیدہ واقعات منتخب کیے، جن میں ظلم کا پہلو نظر آتا ہے، اور بہت سی باتیں اور واقعات تو ایسے ہیں کہ جن کتابوں کا حوالہ مصنف یا مؤلف نے دیا اس کتاب میں وہ بات اور واقعہ ہے ہی نہیں، مسلم بادشاہوں کے ظلم کی داستانیں سن سن کر ہندوؤں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی جائے، اور دل میں مسلمانوں سے انتقام کی آگ بھڑک جائے، اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اس طرح لکھی گئی متعصبانہ ذہنیت کے مواد والی کتابوں کو اسکولی نصاب میں شامل کردیا، جنہیں دوسری وتیسری جماعت کے بچے پڑھتے ہیں، اور حقیقت سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے آگے چل کر مسلم

بادشاہوں کے خلاف اپنی زبانوں سے زہر اگلنے لگتے ہیں، ان کو ظالم سمجھنے لگتے ہیں، درحقیقت انگریز اور یوروپی ممالک چوں کہ دجال کے پیروں اور اس کے ہم نواں ہیں، اور دجال کانا ہے، ایک آنکھ سے دیکھتا ہے، اس کے پاس انصاف نہیں ہے، ایسے ہی انگریز اور کٹر ہندوتوا بھی ایک آنکھ سے کانے ہیں، انہیں انصاف نظر نہیں آتا ہے، انصاف ان کے لیے ایک زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے، ایک نظر بھی انہیں نہیں بھاتا۔

لارڈ میکالے اس ہندوستان سے جاتے جاتے یہ کہہ گیا تھا کہ ہم ہندوستان چھوڑ کر تو جار ہے ہیں، لیکن اپنی تہذیب ہندوستان ہی میں چھوڑ جار ہے ہیں، الحاصل انگریزوں نے اس طرح کی متعصبانہ وغیر جانبدارانہ نظریہ کی حامل کتابیں ہسٹری میں شامل کی کہ جس کی بناء پر ایک اسکول پڑھنے والے طالب علم کا ذہن بچپن ہی سے مسلم بادشاہوں، مسلمانوں اور اسلامی حکومت کے بارے میں خراب ہو جاتا ہے، اور بہت سے مسلم طلباء بھی حقیقت سے عدم واقفیت کی بناء پر راہِ ہدایت سے بھٹک جاتے ہیں، اور مسلم بادشاہوں اور اسلامی حکومت کے خلاف زہر اگلنے لگ جاتے ہیں، اور پھر دن بدن اسلام اور مسلمانوں سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں، اس کی واضح مثال موجودہ دور میں نام نہاد مسلمان جنہیں مسلمان نام لیکر پکارنے میں بھی شرم محسوس ہوتی ہے، جیسے سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین اور ٹینس کھلاڑی ثانیہ مرزا وغیرہ جو آئے دن اسلامی شعائر کے خلاف اسٹیٹ مینٹ دیتے رہتے ہیں۔ اور اپنے اقوال اور تحریروں کے ذریعے اسلام کی پاکیزہ اور مقدس شبیہ کو بگاڑنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ (اللھم اہدہم)

انگریز اور ہندوتوادیوں اور خاص طور پر برہمنوں نے مسلم بادشاہوں کو تاریخ اور ہسٹری کے ذریعے بدنام کرنے کی بدترین کوشش کی، اور ملکی پیانے پر شدھی تحریک چلائی، یعنی اس ملک کے سب لوگ اصلاً ہندو تھے، مسلمانوں ودیشی ہیں جنہوں نے باہر سے آکر ان کے ملک پر قبضہ کیا اور ہمارے آباء واجداد کو مسلمان بنادیا، اس کی تازہ مثال ماضی قریب میں ضلع جلگاؤں خاندیش میں واقع ہوئی کہ وہاں کے غریب اور کس مپرسی کی زندگی گذارنے والے تڑوی برادری کو یہ کہہ کر مرتد بننے پر مجبور کیا گیا، کہ تمہارے آباء واجداد اصلاً ہندو تھے، مسلمانوں نے جبراً انہیں اسلام میں داخل کیا تھا، اس طرح کی اور بھی مثالیں آئے دن رونما ہوتی رہتی ہیں۔

اور ماضی کی بی جے پی حکومت نے تو ہندوستان کی سنہری تاریخ کو یکسر بدل ڈالنے کا عزم بھی کرلیا تھا، کیوں کہ انہیں پتہ تھا کہ ہندؤں کو 'ہندو' نام دلوانے کا کارنامہ بھی مسلمانوں ہی کا ہے، کہ پہلے نہ تو ہندو کسی طبقے کا نام تھا نہ کسی ملک کا، بلکہ جب مسلمان ایران سے ہندوستان آئے تو یہاں کے رہنے والے باشندوں کو انہوں نے ''ہندو'' کہنا شروع کیا، افسوس کہ ہندوتوادی اصل حقیقت سے یا تو ناآشنا ہیں یا پھر جان کر انجانے بنے ہوئے ہیں، اسی لیے نعرہ لگاتے ہیں کہ'' ہندو، ہندی، ہندوستان، ملا (مسلمان) بھاگو پاکستان''۔

نیز مسلم حکمرانوں کے متعلق ہندو مسلم کے ذہنوں کو پراگندہ کیا جاتا ہے، کہ مسلمانوں نے اپنے دور بادشاہت میں

ہندوؤں، مرہٹوں اور دیگر غیر مسلموں پر ظلم کیا، ان کے ساتھ ناانصافی کی، ان کے حقوق پامال کیے، ان کی بیویوں کو داشتائیں بنایا، ان کے بچوں کو غلام بنالیا، اور رعایا کو غلامی کی زنجیر میں جکڑ کر رکھدیا، اسی طرح مندروں کو منہدم و مسمار کیا، اور ان کی جگہ مساجد تعمیر کیں، اسی غلط ہتھکنڈے کو لیکر ہندوتوادی تنظیموں (آر ایس ایس، بجرنگ دل، شیو سینا وغیرہ) نے بابری مسجد کو شہید کر کے اس کی جگہ رام مندر تعمیر کرنے کی سازش رچی، جس سے ہر شخص واقف ہے۔

ان مسلم بادشاہوں میں خاص طور پر اورنگ زیب عالمگیرؒ (محمود غزنویؒ، افضل خان وغیرہ) کو کچھ زیادہ ہی بدنام کیا گیا، اور اسکولوں میں ایسے مواد کی کتابیں نصاب میں داخل کی گئیں، جن میں ان مقدس ہستیوں کے متعلق زہر افشانیاں کی گئی ہیں، یہ سب انگریزی اقتدار کے زیر سرپرستی وزیر نگرانی شر پسند عناصر کے ذریعے کیا گیا، تاکہ انگریزوں کے سیاسی فارمولہ ''ڈی وائڈ اینڈ رول'' (Devide & Rool) کے مطابق ہندو مسلم میں پھوٹ ڈالی جائے، اور انگریزی اقتدار و سہاسن مزید مضبوط اور مستحکم ہو جاوے، کیوں کہ جب تک تفریق نہ ڈالی جائے حکومت نہیں کیجا سکتی۔

اگر تاریخ کا انصاف کی آنکھ سے مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلے گا کہ جن مندروں کو منہدم و مسمار کیا گیا اس کی اصل وجہ کیا تھی، تاریخ میں لکھا ہے کہ اورنگ زیب مع اپنے وزراء و امراء اور ارا کین سلطنت جس میں ہندو مسلم سبھی موجود تھے، جا رہے تھے، کہ راستے میں ایک مندر آیا، ہندو راجاؤں کی بیویوں نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ہم بھگوان کی پوجا اور درشن کے لیے جانا چاہتے ہیں، تو بادشاہ نے ان کو اجازت دیدی، چناں چہ وہ سب مہارانیاں مندر گئیں، پوجا پاٹ اور درشن کے بعد واپس ہوگئیں، لیکن ان میں سے ایک مہارانی غائب تھی، تلاش کرنے کے بعد بھی جب نہ ملی تو آخر کار بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو مندر کی تلاشی کے لیے بھیجا، تو اس وقت حیرت کی انتہاء نہ رہی کہ بھگوان مورتی کے پیچھے ایک دروازہ نظر آیا، جہاں رانی بدتر حالت میں پڑی تھی، اس کی عصمت تار تار ہو چکی تھی، اس کی عزت و ناموس پر مندر کے پجاری نے حملہ کر دیا اور اس کی آبرو کے ساتھ کھلواڑ کر دیا تھا، لہذا بادشاہ نے حکم دیا کہ جس مندر میں اس طرح کے گھناؤنے پاپ ہوتے ہیں اسے ڈھا دیا جائے۔ اس تاریخی واقعہ سے پتہ چلا کہ اورنگ زیب کے مندر گرانے کا مقصد اور سبب کچھ اور ہے، اور لوگوں کے ذہنوں میں کچھ اور پیوستہ کیا گیا ہے، تصویر کا صحیح رخ دنیا والوں کے سامنے نہیں ہے۔

ابتداء اسلام (خلافت عمر فاروقؓ) ہی سے ہندوستان اسلام اور اس کی تہذیب و تمدن سے روشناس ہو چکا تھا، اور پھر حجاج بن یوسف کے زمانے میں محمد بن قاسمؒ نے سندھ پر حملہ کر کے اسے فتح کرلیا، پھر محمود غزنوی نے سومناتھ مندر پر حملہ کیا، جس کا پس منظر یہ ہے کہ مالدیپ میں ایک مسلمان عرب تاجر کا انتقال ہو گیا، تو مالدیپ کے بادشاہ نے اس کے خاندان والوں کو جن میں عورتیں بھی تھیں، ایک کشتی میں سوار کر کے روانہ کیا، لیکن راستے میں قزاقوں نے اس کشتی پر حملہ کر کے اسے اپنے قبضے میں لے لیا، محمود غزنوی نے اس علاقے کے بادشاہ کے کہلا بھیجا کہ مجرموں کے ساتھ

کارروائی کی جائے، اور انہیں سزا دی جائے، لیکن اس بادشاہ نے اس پر کان نہ دھرے، تو محمود غزنوی نے حملہ کر دیا، اور سومناتھ مندر جس میں ہر وقت ایک ہزار پجاری اور ان کی خدمت کے لیے دیوداسیاں رہتی تھیں، جہاں پر گھناؤنے کام بھی ہوتے تھے، اور محمود کے خلاف شازشیں رچی جاتی تھیں، لہذا ۱۰۲۴ھ میں محمود غزنوی نے سومناتھ مندر پر حملہ کر کے اسے مسمار کر دیا، اور بت شکن کے لقب سے پہچانے گئے، ۔اور پھر یکے بعد دیگرے مسلمان ہندوسندھ پر حملے کرتے رہیں، اور آخر کار ہندوستان میں اسلامی سلطنت کی داغ بیل پڑ گئی۔

مسلمانوں کے ہندوستان آنے سے پہلے ہی یہاں پر برہمن (آریہ) اور بودھ مذاہب عروج وزوال اور شکست وریخت کے شکار ہو کر دم توڑ چکے تھے، اور پھر دوبارہ عروج کے لیے دونوں تہذیبیں آپس میں متصادم تھیں، جس میں برہمنی تہذیب تشدد پسند اور افراط کا شکار، تو بدھسٹ تہذیب سہولت پسند اور تفریط کا شکار تھی، اور برہمن چوں کہ قلیل تعداد میں تھے، لیکن چھتر راجاؤں پر انہوں نے اپنا دبدبہ اور رعب قائم کیا ہوا تھا، اور اپنے اس دبدبہ کو قائم و برقرار رکھنے کے لیے ہی انہوں نے مسلمانوں کو ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی، لیکن جب ہندوستان پوری طرح اسلامی سلطنت کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا تو پھر برہمنوں کو مسلمانوں کا وجود کانٹا بن کر آنکھوں میں چبھنے لگا، لہذا انہوں نے یہ تہیہ کر لیا کہ ہندوستان سے مسلمانوں کا کلی خاتمہ کر کے ہندوستان میں "ہندوراج" نافذ کیا جائے (گذشتہ چند سالوں میں مختلف جگہوں پر کیے گئے بم دھماکے "ہندوراج"، یا "ہندوراشٹر" کے قیام ہی کی ایک کڑی ہے)۔اور اسی لیے برہمنوں نے انگریزوں کو بھی ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی تاکہ وہ اپنے ناپاک عزائم اور منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہونچائے، اور غیر ہندوؤں اور شودروں پر ان کا رعب ودبدبہ جو اسلامی سلطنت کے قیام کی وجہ سے ماند پڑ چکا تھا، برقرار رہے، شیواجی مرہٹہ جس کو برہمنوں نے شودر یعنی چھوت قرار دیا تھا، برہمنوں سے اپنے چھتری (برہمنوں کے بعد کا درجہ) ہونے کی سند لی، اور برہمن پروہت اور پنڈتوں کو بہت سارا مال ودولت اور سونا چاندی دیکر اپنی تاج پوشی کروائی۔ (غالباً اسی لیے اس کو "چھترپتی شیواجی مہاراج" کہا جاتا ہے)

☆ اسی شیواجی مرہٹہ نے راجہ جے سنگ کو خط لکھا کہ "میری تلوار مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہے، افسوس صد ہزار افسوس کہ یہ تلوار مجھے ایک اور مہم کے لیے میان سے نکالنی پڑی......الخ"۔

☆ "اپنی زندگی کو جوکھوں میں ڈال کر دشمن کے خون سے زمین کو سرخ کر دیں گے" (جس کی طرف ان کا بھگوا جھنڈا وغیرہ مشیر معلوم ہوتا ہے)۔اور اسی ہندوراج / ہندوراشٹر کے نفاذ کے لیے آرایس ایس (RSS) راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کا قیام عمل میں آیا۔

☆ ایک ہندی اخبار "سودھرم" کا ایڈیٹر کانگریس رہنما تلک جی مہاراج کا چیلہ ۔۔ پرتاپ سنگھ......: "اگر تم ایک گائے کی خاطر کراچی سے لیکر مکہ تک تمام مسلمانوں کو ختم کر دو تو بھی تھوڑا ہے، ہندو دھرم میں جانوروں کا گوشت

کھانا منع ہے، لیکن مسلمانوں کا خون پینا جائز ہے، کسی ہندو کو اس کے پینے میں پس و پیش نہ کرنا چاہیے''۔

☆ آریہ تحریک کا جزء نمبر ''۴'' یہ ہے کہ مسلمانوں کو ہندو بنایا جائے۔

☆ لالہ لجپت رائے: ''سوامی دیانند پہلا شخص تھا جس نے ہندؤں کو شدھی (تحریک) کی طرف راغب کیا۔

مسلمان فاتحین کا سلوک مفتوحین کے ساتھ کیسا رہا؟

مسلمان فاتحین کا سلوک مفتوحین کے ساتھ کیسا رہا......؟ اس کا ثبوت خود غیر مسلم، مشہور قلم کار'' جگت رائے '' اپنی کتاب'' پدمانندی پنچ دی سیکا'' میں اورنگ زیب کے متعلق لکھتے ہیں: ''یہاں (ہندوستان) اورنگ زیب کی حکومت ہے جو کسی سے ڈرتا نہیں، اس کی حکومت میں مذہبی خیال کے لوگوں کو اپنے اپنے مطالعہ میں کسی قسم کا خوف نہیں، اس سے ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے مذہبی عقائد میں آزاد تھا''۔ (مذہبی رواداری: ۳/۱۷۷)

ڈاکٹر بنی پرشاد ہندوستانی مسلم بادشاہوں کے متعلق لکھتے ہیں: ''ہندوستان میں کسی حکومت کے مقبول ہونے کے لیے ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ اس کے باشندوں کو مذہبی فرائض انجام دینے اور عبادت کرنے میں آزادی ہو، ہندوستان کے مسلم حملہ آوروں نے مذہبی رواداری کی اہمیت کو بہت جلد محسوس کرلیا تھا، اور اپنی حکمتِ عملی اسی کے مطابق بنائی''۔

پروفیسر بی این پانڈے نے ہندی اقوام کی کے درمیان ثقافتی اور جذباتی ہم آہنگی پیدا کرنے کی خاطر ایک موضوع کا انتخاب کیا، وہ یہ کہ'' تاریخ کا نصاب کیا ہو؟'' چناں چہ انہوں نے اس موضوع پر پارلیمنٹ میں ایک لمبی تقریر کی، جس کے کچھ حصے آپ کے سامنے پیش کیے جارہے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں:

''بدقسمتی سے ہمارے اسکولوں اور کالجوں میں گذشتہ کئی نسلوں سے جو کتابیں پڑھائی جارہی ہیں، وہ وہی ہیں، جو یوروپی مصنفوں کی لکھی ہوئی ہیں، جو ہماری قومی زندگی کے سرچشمہ کو آلودہ کیے ہوئے ہیں، ان کتابوں میں ایسے اختلافات پر زور دیا گیا ہے کہ ہندو مسلمان کس طرح ایک دوسرے کے خلاف تشدد آمیز رویہ اختیار کیے ہوئے تھے، ان تاریخوں میں یہ بھی دکھایا گیا کہ مسلمان ہندؤں کے کلچر اور روایات کو تہس نہس کرنے میں مشغول رہے، ان کے مندروں اور محلوں کا انہدام کیا، اور ان کے سامنے یہ خوفناک شرط پیش کرتے رہے کہ اسلام قبول کرو، ورنہ تلوار استعمال کی جائے گی، پھر یہ چیزیں زندگی کے اس زمانے میں پڑھائی جاتی ہیں جب ذہن پر کسی چیز کا گہرا اثر پڑ جاتا ہے، تو پھر اس کا دور ہونا مشکل ہوتا ہے، اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہندو مسلمان ایک دوسرے کو شک وشبہ کی نظروں سے دیکھنے کے عادی ہوگئے اور ان میں باہمی عدم اعتمادی پیدا ہوگئی''۔ (مسلمان حکمرانوں کی مذہبی رواداری: ۳/۳۱۳)

یہ حقیقت ہے کہ ہر زمانہ میں سیاست کا ضروری جزو جنگ وجدل بھی رہا ہے، اور میدانِ جنگ یا جنگ کے زمانہ میں کیا کچھ نہیں ہوتا، بعض زیادتیوں کا سرزد ہونا کوئی بعید نہیں، انسان بہرحال غلطی کا پتلا ہے، اس سے بعض مظالم

کا واقع ہونا عجب نہیں، لیکن یہ کسی طور پر مناسب نہیں کہ کسی ملک کے یا کسی دور کی صرف خون ریزی اور ہولناکی کی داستان جمع کی جائے اور فریقین کے درمیان نفرت کا بیج بونے کے لیے حقائق سے قطع نظر بناوٹی اور دل آزار واقعات پیش کیے جائیں، یقیناً ہم کو تاریخ میں مسلم عہد کے ضرور ایسے مواد ملیں گے جن میں مہر ومحبت کی داستانیں دلجوئی اور دلنوازی کی حکایتیں ہیں۔'' محمد بن قاسم، محمد بن تغلق، زین العابدین، جہانگیر اور عالمگیر کی رواداری، قطب الدین ایبک کا امان دینا، سلطان محمود غزنوی اور بابر کا عدل، بلبن کا انصاف اور حق پرستی، شیر شاہ سوری کی امداد، دارا شکوہ کی ہندوؤں کے علوم وفنون سے دلچسپی، شاہجہاں کی ہندو شعراء کی حوصلہ افزائی، ٹیپو کے عہد میں اعلیٰ مناصب پر ہندو افسران، مندروں اور اس کے سوامیوں کا احترام اور مندروں کو نذرانے'' جیسے واقعات ملیں گے، جن کا موجودہ داخل نصاب کتابوں میں تذکرہ تک نہیں ہے۔ (مقتبس از اسلام اور دہشت گردی: ص ۷۰، ۷۱)

برہمنوں کی سازش:

سوامی دھرم تیرتھ لکھتے ہیں: ''آغاز سے آج تک برہمنوں کا بنیادی مقصد ہمیشہ ہندو عوام اخلاقی اور فکری ترقی سے محروم رکھنا رہا ہے، اور ان کی کوشش رہی ہے کہ ہندو قوم ابتری، انتشار اور سچے مذہب سے لاعلمی کی حالت میں رہے، اور اسی حالت میں ختم ہو جائے، ساتھ ہی مذہبی توہمات اور پروہتی رسوم اور ہتھکنڈوں کے ذریعے برہمن انہیں بے وقوف بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں، اور اپنا اقتدار و برتری قائم رکھیں۔

''اگر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ نمایاں طور پر وہ ہندوؤں سے علیحدہ ایک منفرد قوم ہیں جن کی ایک منفرد ثقافت اور تہذیب وتمدن ہے تو یہ دعویٰ غلط نہیں ہے، اسلام اخوت، مساوات اور امت کی وحدت واتحاد کا علم بردار ہے، جب کہ ہندو ازم اس کے بالکل برعکس ہے''۔

ہندو کبھی سدھر نہیں سکتے:

ایبے ڈوبس نے لکھا ہے: ''ہندو کبھی نہیں سدھر سکتے، ضرورت ہے کہ انہیں پہلے ایک بار پھر جنگلی اور وحشی بنا دیا جائے، ان کا ماضی بالکل مٹا دیا جائے، اور پھر انہیں ثقافت اور نئے تصورات دیئے جائیں جو ہندوانہ ہوں، اور عصری دنیا سے میل کھاتے ہوں، تب ہی ان میں تبدیلی آسکے گی، مگر پھر بھی اندیشہ باقی رہے گا کہ وہ اپنے توہمات کی تاریکی کی جانب واپس لوٹ جائیں، اور ایک بار پھر مکاری اور دھوکہ بازی کا فن اختیار کر لیں''۔

(ہندو سامراجیت کی تاریخ، مؤلفہ سوامی دھرم تیرتھ)